42

مالی قربانی کے لیے دو تحریکیں

(فرمودہ یکم دسمبر 1944ء)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

"مَیں نے گزشتہ ایام میں دو تحریکیں جماعت کے سامنے پیش کی تھیں۔ ایک تحریک قرآن کریم کے تراجم کے متعلق تھی جو سات مغربی زبانوں میں کیے جائیں گے یا یوں کہنا چاہیے کہ کیے جارہے ہیں اور ان تراجم کی اشاعت کے اخراجات کے متعلق اور اس کے ساتھ ہی ایک ایک کتاب اسلام کے متعلق جو سات زبانوں میں ترجمہ کی جائی گی اور ساتوں زبانوں میں شائع کی جائے گی۔ مَیں نے اِس تحریک کو سات حصوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ ایک حصہ کا بوجھ لجنہ اماء اللہ پر ڈالا گیا تھا، ایک حصہ کی ذمہ داری قادیان اور ضلع گورداسپور کی جماعت پر جس میں یورپین ممالک بھی شامل ہیں، ایک حصہ کی ذمہ داری لاہور اور اُس کے متعلقات پر، ایک حصہ کی ذمہ داری دہلی اور اُس کے متعلقات پر، ایک حصہ کی ذمہ داری کلکتہ اور اُس کے متعلقات پر، ایک حصہ کی ذمہ داری جنوبی ہند اور اُس کے متعلقات پر اور ایک حصہ کی ذمہ داری صوبہ سندھ اور صوبہ سرحد اور اُس کے متعلقات پر۔ یہ ساری تحریک ایک لاکھ چھیانوے ہزار روپیہ کی تھی۔ جہاں تک مَیں اُن وعدوں سے اندازہ کرتا ہوں جو اِس وقت تک

دفتر میں پہنچ چکے ہیں میرا اندازہ ہے کہ غالباً اِس تحریک کی مدّ میں جو رقم مانگی گئی ہے اس سے زیادہ اِنْشَاءَ اللّٰہُ وصول ہو جائے گی کیونکہ اِس وقت تک دفتر تحریک جدید میں جو وعدے آ چکے ہیں وہ ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ کے ہیں اور بقیہ کمی کو پورا کرنے کی ذمہ داری بھی جماعتوں کی طرف سے اٹھالی گئی ہے۔ بعض حلقوں کی رقم مقرر کردہ اٹھائیس ہزار کی رقم سے زائد ہے۔ بعض حلقوں کی رقم قریب قریب اُتنی ہی ہے اور بعض حلقوں کی رقم میں ابھی فرق ہے۔ مگر جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے جماعتوں نے جن کے ذمہ جو حصہ مقرر کیا گیا تھا ہر ایک نے اپنے اپنے حصہ کو پورا کرنے کا اقرار کر لیا ہے۔ چونکہ وصولی میں بعض دفعہ بعض رقمیں رہ جاتی ہیں۔ مثلاً بعض وعدہ کرنے والے فوت ہو جاتے ہیں، بعض وعدہ کرنے والوں کو کوئی مالی ابتلاء پیش آ جاتا ہے یا کوئی ٹھوکر لگ جاتی ہے اِس وجہ سے اگر وصولی میں ایک دو فیصدی کا فرق پڑ جائے تو جو زائد وصولی ہو گی اُس کے ذریعہ سے اُس کمی کو پورا کیا جا سکتا ہے۔ پس اگر وعدوں کی وصولی برابر رہی تو پھر اُس حساب سے تراجم شائع کیے جائیں گے جو پہلے بتایا گیا ہے اور اگر وصولی بڑھ گئی تو پھر جتنی وصولی بڑھ جائے گی اُس حساب سے اُتنے ہی اَور کتابوں کے تراجم بڑھا دیے جائیں گے۔

دوسری تحریک مَیں نے گیارھویں سال کے لیے تحریک جدید کے متعلق کی تھی۔ گزشتہ جمعہ کے خطبہ میں مَیں نے اِس کا اعلان کیا تھا اور اِس وقت تک اِس تحریک میں گیارہ ہزار روپیہ کے وعدے آ چکے ہیں۔ جس بنیاد پر اِس کا اعلان کیا گیا تھا اُس کے لحاظ سے گیارھویں سال کے کم از کم ایک لاکھ نوے ہزار کے وعدے آنے چاہییں۔ اِس بارہ میں بعض باتیں گزشتہ خطبہ جمعہ میں بیان کرنے سے رہ گئی تھیں وہ باتیں مَیں اِس خطبہ میں بیان کر دیتا ہوں۔

ایک بات تو یہ ہے کہ بعض دوست اِس غلطی میں پڑے ہیں یا اُن کو یہ غلطی لگ سکتی ہے کہ چونکہ یہ اعلان کر دیا گیا ہے کہ گیارھویں سال کے وعدے کم از کم نویں سال کی رقم کے برابر ہوں۔ گو جن کو خدا تعالیٰ توفیق دے وہ زیادہ بھی دے سکتے ہیں۔ وہ جتنا زیادہ دیں گے اُتنا ہی اُن کے لیے زیادہ برکت کا موجب ہو گا۔ مگر گیارھویں سال کا وعدہ کم از کم نویں سال کے

وعدہ کے برابر ہونا چاہیے۔ اِس سے بعض دوستوں کو یہ دھوکا لگا ہے کہ گویا ہم نے حُکماً گیارھویں سال کے لیے وہ رقم مقرر کر دی ہے جو اُنہوں نے نویں سال میں دی تھی اور اب اُن کو گیارھویں سال کا وعدہ لکھوانے کی ضرورت نہیں۔ آپ ہی آپ دفتر والے سالِ نہم کے مطابق اُن کا وعدہ لکھ لیں گے لیکن یہ بات غلط ہے۔ تحریک جدید کی بنیاد شروع سے ہی طوعی چندوں پر رکھی گئی ہے ہم اِس میں کوئی چندہ حُکماً مقرر نہیں کرتے، اور جیسا کہ مَیں نے تحریک جدید کو جماعت کے سامنے پیش کرتے وقت بیان کیا تھا اِس کی وجہ یہ ہے کہ حُکماً قربانی کرنے میں گو ثواب تو مل جاتا ہے لیکن اُس قدر نفس کی صفائی نہیں ہوتی جس قدر کہ انسان کو اس کے نتیجہ میں نفس کی صفائی حاصل ہوتی ہے کہ اپنی مرضی سے اپنے ذمہ کوئی رقم مقرر کرے۔ اِس لیے مَیں یہ اعلان کر دیتا ہوں اور جماعت پر واضح کر دیتا ہوں کہ کسی کے ذمہ خود بخود کوئی رقم مقرر نہیں کی جائے گی۔ جو نہیں لکھوائیں گے اُن کے متعلق یہی سمجھا جائے گا کہ وہ نہیں لکھوانا چاہتے۔ یہ نہیں ہوگا کہ دفتر والے آپ ہی آپ نویں سال کے مطابق اُن کا وعدہ لکھ لیں۔ بے شک ایک رنگ اخلاص کا یہ بھی ہے کہ دوست یہ کہیں کہ جب ہماری جان اور ہمارا مال سب کچھ خدا کی راہ میں اسلام کی خاطر وقف ہے تو جو رقم بھی ہمارے ذمہ مقرر کی جائے گی ہم اُس کو ادا کر دیں گے۔ مگر اِس سے وہ غرض فوت ہو جاتی ہے جو تحریک جدید میں رکھی گئی ہے۔ یہ تحریک شروع سے آخر تک طوعی رہی ہے اور طوعی رہے گی۔ جس کی مرضی ہوگی اپنا وعدہ لکھوائے گا اور جس کی مرضی نہیں ہوگی وہ نہیں لکھوائے گا۔ اور جو اپنا وعدہ نہیں لکھوائے گا دفتر والے آپ ہی آپ اُس کا وعدہ نہیں لکھیں گے۔ پس قادیان کی جماعت پر بھی اور باہر کی جماعتوں پر بھی مَیں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ جب تک کوئی شخص گیارھویں سال کے لیے خود اپنا وعدہ نہیں لکھوائے گا اُس وقت تک اُس کے نام کوئی رقم نہیں لکھی جائے گی۔

دوسری بات جو گزشتہ خطبہ میں بیان کرنے سے رہ گئی تھی وہ یہ ہے کہ مَیں نے وقت نہیں بتایا تھا۔ اب مَیں یہ اعلان کر دیتا ہوں جیسا کہ گزشتہ سالوں میں قاعدہ رہا ہے اِس سال بھی وعدے بھجوانے کا اصل وقت تو 31 دسمبر تک ہے۔ جماعت کے جو دوست

پہلے دس سالوں میں حصہ لے چکے ہیں اور آئندہ اپنا حصہ جاری رکھنا چاہتے ہیں اُن کو چاہیے کہ 31 دسمبر تک انفرادی طور پر یا جماعتی رنگ میں اپنے وعدے تحریک جدید میں بھجوا دیں۔ لیکن چونکہ جلسہ سالانہ پر آنے کی وجہ سے بعض جماعتوں کے وعدوں کی فہرستیں جلدی مکمل نہیں ہو سکتیں اور بعض علاقے ذرا دور کے بھی ہیں اِس لیے اجازت ہوگی کہ سات فروری 1945ء تک جو وعدے قادیان پہنچ جائیں گے یا اِس تاریخ تک اپنے شہر سے روانہ ہو جائیں گے اُن کو رجسٹر میں درج کر لیا جائے گا۔ گو بہتر یہی ہو گا کہ 31 دسمبر تک وعدے آ جائیں۔ لیکن ہندوستان کے وہ علاقے جہاں اردو سمجھی جاتی ہے اُن علاقوں کی جماعتوں یا افراد کو سات فروری تک وعدے بھجوانے کی مُہلت ہوگی۔ سات فروری آخری میعاد ہے۔ اُس کے بعد کوئی وعدہ ہندوستان کی اُن جماعتوں کی طرف سے جہاں اردو سمجھی جاتی ہے قبول نہیں کیا جائے گا۔ ہر سال یہ اعلان کیا جاتا ہے اور ہر سال ہی مَیں نے یہ دیکھا ہے کہ سات فروری کے بعد بعض درخواستیں آ جاتی ہیں کہ ہم میعاد کے اندر وعدہ بھجوانے سے رہ گئے تھے ہمیں بھی شامل کر لیا جائے اور ہر سال ہی سوائے کسی استثنائی صورت کے ہمیں ایسے وعدوں کو ردّ کرنا پڑتا ہے۔ کیونکہ جہاں چندہ لینے سے ہماری یہ غرض ہے کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں دوست اپنے اموال خرچ کریں اور اِس سے اسلام کی تائید ہو وہاں ساتھ ہی ساتھ ہماری یہ بھی خواہش ہے کہ جماعت کو تربیت کی صحیح لائن پر لایا جائے۔ اور جماعت کے اندر یہ احساس پیدا کیا جائے کہ جب کوئی وقت مقرر کیا جائے تو اُس وقت کے اندر اندر وہ اپنی قربانی پیش کرے۔ پس اگر وقت کے بعد آنے والے وعدوں کو ہم ردّ کر دیتے ہیں تو وعدہ کرنے والوں کو جو دکھ اِس سے پہنچتا ہے اُس کی ذمہ داری ہم پر نہیں بلکہ اُن پر ہے۔ اگر وقت کے بعد آنے والے وعدوں کو ہم بِلا وجہ قبول کر لیں تو اِس کے یہ معنے ہیں کہ ہم اَور لوگوں کو بھی سُستی کی تحریک کرتے ہیں۔ پس مَیں اَس امر کی وضاحت کیے دیتا ہوں کہ بہتر تو یہی ہے کہ 31 دسمبر تک تحریک جدید کے گیارھویں سال کے وعدے مرکز میں پہنچ جائیں۔ لیکن اگر کوئی روک پیدا ہو جائے تو سات فروری 1945ء تک وعدے بھجوانے کی اجازت ہے۔ اور جیسا کہ گزشتہ سالوں میں بھی ہوا کرتا تھا سات فروری آخری میعاد ہے۔ اِس کے بعد آنے والے وعدے قبول نہیں کیے جائیں گے

سوائے کسی ایسی صورت کے کہ وعدہ کرنے والے کی معذوری روزِ روشن کی طرح واضح ہو۔ اِسی طرح جن علاقوں میں اردو نہیں سمجھی جاتی مثلاً بنگال ہے یا مدراس کا علاقہ ہے وہاں اردو بہت کم سمجھی جاتی ہے اور اُن تک بات کا جلدی پہنچنا مشکل ہوتا ہے ایسے علاقوں کے لیے پہلے بھی 30/ اپریل تک کی میعاد مقرر ہوتی ہے اب بھی اُن کے لیے آخری میعاد 30/ اپریل 1945ء ہوگی۔ وہ اپنے گیارھویں سال کے وعدے اِس میعاد کے اندر اندر بھجوا دیں۔ اور چونکہ جنگ کی وجہ سے ہندوستان سے باہر کی جماعتوں تک آواز پہنچنے میں دو تین ماہ کی دیر ہو جاتی ہے اور پھر دو تین ماہ تیاری پر لگ جاتے ہیں۔ کیونکہ بعض علاقے ایسے ہیں کہ سارے علاقہ میں بات کا جلدی پہنچنا مشکل ہوتا ہے جیسے یونائیٹڈ سٹیٹس امریکہ ہے، وہ ملک ہمارے ہندوستان سے چار گُنا ہے اور صرف ایک مبلغ وہاں کام کرتا ہے جو ہر ایک جماعت تک جلدی نہیں پہنچ سکتا اور اُن جماعتوں تک بات پہنچنے میں دیر لگ جاتی ہے اِس لیے اِن باتوں کی وجہ سے اور اِن مشکلات کو مد نظر رکھتے ہوئے ہندوستان سے باہر کی جماعتوں کے لیے ہمیشہ جون کی آخری تاریخ وعدہ کی آخری میعاد مقرر ہوتی ہے۔ چنانچہ اب بھی مَیں جون کی آخری تاریخ ہندوستان سے باہر کی جماعتوں کے وعدوں کی آخری میعاد مقرر کرتا ہوں۔ یونائیٹڈ سٹیٹس امریکہ کی جماعتوں کے دسویں سال کے تحریک جدید کے وعدے جون کے چلے ہوئے اب نومبر کے شروع میں آکر ہمیں ملے ہیں۔ اِسی طرح اب تو جاوا اور سماٹرا جاپان کے قبضہ میں ہیں اور ہمارے ساتھ ان کے تعلقات قائم نہیں۔ جب تعلقات قائم تھے اُس وقت سماٹرا اور جاوا کے وعدے بھی جلدی نہیں پہنچ سکتے تھے۔ خدا تعالیٰ کا ہم پر یہ فضل اور احسان ہے کہ ہندوستان میں کوئی اسلامی جماعت ایسی نہیں بلکہ کوئی غیر اسلامی مذہبی جماعت بھی ایسی نہیں جس کو خدا تعالیٰ نے ان اقوام سے مدد دلائی ہو جو اِس وقت اسلام کے مدّ مقابل ہیں۔ بلکہ مَیں کہتا ہوں سارے ایشیا بلکہ سارے مشرق میں کوئی ایسی مذہبی جماعت نہیں جس کے مذہبی چندوں کی تحریک میں مغربی لوگوں نے حصہ لیا ہو۔ صرف ہماری جماعت کو استثنائی حیثیت حاصل ہے کہ ہمارے مذہبی چندوں کی تحریک میں ہر سال انگلستان کے لوگ بھی حصہ لیتے ہیں اور امریکہ کے لوگ بھی حصہ لیتے ہیں۔ چنانچہ اِس سال بھی امریکہ کی جماعت نے

اڑھائی ہزار روپیہ کے وعدے بھجوائے ہیں۔ پس وقتوں کے متعلق بھی مَیں نے تشریح کر دی ہے اور وعدوں کے متعلق بھی مَیں نے تشریح کر دی ہے۔

اِس کے بعد مَیں جماعت کے اُس طبقہ کو توجہ دلاتا ہوں جنہوں نے پہلے دس سالوں میں حصہ نہیں لیا۔ کئی ایسے لوگ ہیں جن کو اُس وقت مالی کشائش حاصل نہیں تھی جب تحریک جدید شروع کی گئی اور اب حاصل ہے۔ کئی ایسے ہیں جو اُس وقت نابالغ تھے اور اب بالغ ہو چکے ہیں۔ دس سال کی بات ہے جب مَیں نے یہ تحریک شروع کی تھی۔ کئی لڑکے ایسے تھے جن کی عمر اُس وقت نو یا دس سال کی تھی اور اب اُن کی عمر اُنیس یا بیس سال کی ہو چکی ہے۔ کئی ایسے تھے جن کی عمر اُس وقت بارہ یا تیرہ سال کی تھی اور اب اُن کی عمر بائیس یا تیئیس سال کی ہو چکی ہے اور اب اُن کو ملازمتیں یا کام مل گئے ہیں اور وہ برسرِ روزگار ہیں اور ان کی خواہش ہے کہ وہ بھی اِس تحریک میں حصہ لیں۔ ایسے لوگوں کے لیے مَیں نے اجازت دی ہے کہ ایک نیا رجسٹر کھولا جائے جس میں ایسے نئے شامل ہونے والوں کے نام درج کیے جائیں۔ مگر جہاں گزشتہ سالوں میں حصہ لینے والوں کے لیے یہ شرط تھی کہ پہلے سال پانچ یا دس یا پندرہ یا پانچ کے وعدہ کے لحاظ سے بڑھا کر کوئی رقم دیں وہاں اب نئے شامل ہونے والوں کے لیے یہ شرط ہو گی کہ پہلے سال کے لیے کم از کم اپنی ایک ماہ کی آمد کے برابر چندہ دیں اور پھر ہر سال اُس پر کچھ نہ کچھ اضافہ کرتے چلے جائیں۔ ایسے کچھ لوگوں کی طرف سے درخواستیں آنا شروع ہو گئی ہیں۔ ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ جس طرح پہلے دس سالوں میں پانچ ہزار آدمیوں نے اِس تحریک میں حصہ لیا ہے اِسی طرح نئے شامل ہونے والے بھی پانچ ہزار آدمی ہونے چاہییں جو اِس تحریک میں حصہ لینے کے لیے آگے بڑھیں تاکہ اِس تحریک کے ذریعہ سے اسلام کی تبلیغ اور تائید کے لیے مضبوط ریزرو فنڈ قائم ہو۔ چونکہ دَورِ ثانی کا لفظ جو آجکل استعمال کیا جا رہا ہے یہ مشتبہ ہے یعنی یہ شبہ پڑتا ہے کہ اُن کا بھی دَورِ ثانی ہے جو دس سالوں کے بعد حصہ لے رہے ہیں۔ اِس لیے میرے نزدیک تحریک جدید کا دوسرا حصہ یعنی جس میں نئے حصہ لینے والے شامل ہوں اِس کے لیے الگ رجسٹر کھولا جائے جس کا نام دفتر ثانی رکھ دیا جائے۔ پہلے دس سالوں سے جو لوگ حصہ لیتے چلے آرہے ہیں اُن کے نام جس رجسٹر میں درج ہوں اُس کا نام دفتر اول رکھ

دیا جائے۔ اِس طرح تحریک جدید میں پہلے دس سالوں سے حصہ لینے والوں اور اب نئے شامل ہونے والوں کے درمیان امتیاز ہو جائے گا۔ پہلے دس سالوں سے حصہ لینے والوں یعنی جو دفتر اول والے ہیں اُن کا یہ دَور کم از کم اُنیس سال کا ہو گا جو آج سے نو سال بعد جا کر پورا ہو گا اور دفتر ثانی والوں کے لیے یعنی جو نئے شامل ہونے والے ہیں ان کے لیے بھی کم از کم اُنیس سال کا دَور مقرر ہو گا جو اِس سال سے شروع ہو کر آج سے اُنیس سال بعد جا کر پورا ہو گا۔ پہلے دفتر والوں کے لیے یہ شرط نہیں تھی لیکن دوسرے دفتر والوں کے لیے یہ ضروری شرط ہے کہ پہلے سال کے لیے کم از کم اپنی ایک ماہ کی آمد کے برابر اِس تحریک میں چندہ دیں اور پھر ہر سال اِس میں کچھ نہ کچھ اضافہ کرتے چلے جائیں۔

تیسری بات مَیں اُن لوگوں کے متعلق کہنا چاہتا ہوں جو دفتر اول میں بعد میں چندہ دے کر شامل ہوئے۔ مثلاً اِس تحریک کے شروع میں وہ اس لیے شامل نہ ہو سکے کہ اُس وقت وہ نابالغ تھے اُن کی عمر چودہ یا پندرہ سال کی تھی۔ بعد میں جب وہ جوان ہوئے اور اُن کو ملازمتیں مل گئیں تو انہوں نے پچھلے سالوں کا چندہ دے کر دفتر اول میں نام لکھوالیا۔ یا بعض ایسے تھے جو اِس تحریک کے شروع میں بے کار تھے بعد میں اُن کو کام مل گیا اور وہ برسرِ روزگار ہو گئے تو انہوں نے پچھلے سالوں کا چندہ دے کر دفترِ اول میں اپنا نام لکھوالیا۔ چونکہ انہوں نے آٹھ یا نو یا دس سالوں کا اکٹھا چندہ دینا تھا اِس لیے اُنہوں نے اِس رعایت سے فائدہ اٹھایا کہ پہلے سالوں میں تھوڑا تھوڑا چندہ دے کر اور آخری سال میں زیادہ چندہ دے کر دفتر اول میں اپنا نام لکھوالیا۔ مثلاً بعض ایسے ہیں جو پانچ سو روپیہ یا چھ سو روپیہ ماہوار تنخواہ لیتے ہیں۔ اُن کو چونکہ اکٹھا چندہ دینا پڑا اِس لیے وہ پہلے سالوں میں دس یا پندرہ یا بیس روپیہ کے حساب سے چندہ دے کر اور آخری سال میں پانچ سو روپیہ چندہ دے کر دفتر اول میں شامل ہو گئے۔ اب اگر گیارھویں سال میں وہ نویں سال کے برابر چندہ دیں یا بارھویں سال میں آٹھویں سال کے برابر چندہ دیں یا تیرھویں سال میں ساتویں سال کے برابر چندہ دیں تو اُن کی موجودہ آمد کے لحاظ سے یہ چندہ بہت حقیر اور اُن کی قربانی کو گرانے والی چیز ہے۔ اُن کو پہلے سالوں میں کم چندہ دینے کی اجازت تو اِس لیے دی گئی تھی کہ اُنہوں نے ایک سال یا دو سال یا تین سال میں پچھلے سالوں کا

چندہ اکٹھا دینا تھا اِس لیے اُن کے لیے یہ رعایت رکھی گئی تھی کہ گزشتہ تمام سالوں کا اکٹھا چندہ ادا کرنے کی وجہ سے اُن پر بار تھا۔ اب چونکہ وہ بار اُن سے اُتر چکا ہے اور واپسی کی طرف اِس طرز پر لَوٹنا ہے کہ گیارھویں سال کا چندہ کم از کم نویں سال کے برابر ہو۔ تو ایسے لوگوں کو چاہیے کہ وہ اپنی موجودہ حیثیت کے مطابق گیارھویں سال کا چندہ دیں نہ کہ نویں سال کے برابر جو اُن کی موجودہ حیثیت کے معیار سے بہت گری ہوئی چیز ہے۔

مَیں دیکھتا ہوں کہ جماعت کے اندر خدا کے فضل سے اخلاص پایا جاتا ہے۔ خطبہ شائع ہوئے ابھی چار پانچ روز ہی ہوئے ہیں کہ جماعت نے اپنے اخلاص کا نمونہ دکھانا شروع کر دیا ہے۔ میرے پاس بِالعموم ایسی چِٹھیاں آئی ہیں کہ خطبہ پڑھنے کے بعد پہلے ہم نے گیارھویں سال کا وعدہ نویں سال کے برابر لکھا دیا مگر دوسرے دن سخت شرم آئی کہ پیچھے کی طرف جانے کی بجائے ہم اپنا قدم خدا تعالیٰ کی راہ میں آگے کیوں نہ رکھیں۔ اِس لیے ہم نویں سال کے برابر چندہ دینے کی بجائے گیارھویں سال کا چندہ دسویں سال سے بڑھا کر پیش کرتے ہیں۔ اور بعض ایسے ہیں جنہوں نے خطبہ پڑھنے کے بعد ہی گیارھویں سال کا چندہ دسویں سال سے بڑھا کر پیش کر دیا اور اُنہوں نے لکھا کہ ہم تو زیادہ ثواب حاصل کرنے کے لیے آگے ہی بڑھیں گے پیچھے کی طرف بھاگ کر ہم اپنا ثواب کیوں کم کریں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے متعلق تھوڑی سی عقل رکھنے والا انسان بھی سوچ سکتا ہے کہ ان کی قربانی کو اللہ تعالیٰ کبھی ضائع نہیں کرے گا بلکہ قدر کی نگاہ سے دیکھے گا۔ اور یہی وہ لوگ ہیں جو دین اور دنیا میں خدا تعالیٰ کے فضلوں کے وارث ہوں گے۔ جو ہر قربانی کے موقع پر نہ صرف یہ کہ ثابت قدم رہتے ہیں بلکہ ہر قربانی کے موقع پر دوسرا قدم پہلے قدم سے بڑھا کر رکھتے ہیں اور دین کے راستہ میں ہر قربانی کو خدا تعالیٰ کا فضل سمجھتے ہیں۔ اور جس طرح انسان خدا تعالیٰ کے فضل کو زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے اِسی طرح وہ ہر قربانی کو زیادہ سے زیادہ کر کے پیش کرتے ہیں۔

پس مَیں سمجھتا ہوں کہ عام طور پر تو جماعت میں یہی احساس پایا جاتا ہے کہ وہ اپنی قربانی کو گھٹا کر پیش کرنے کی بجائے پہلے سے بڑھا کر پیش کریں تاکہ وہ زیادہ ثواب حاصل کریں۔ لیکن سینکڑوں لوگ ایسے ہیں جو آٹھویں یا نویں یا دسویں سال میں آکر اِس تحریک میں

شامل ہوئے ہیں اُن کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اِس غفلت میں اپنے ثواب کو کم نہ کریں کہ اب ہمیں پیچھے کی طرف جانے کی اجازت مل گئی ہے اور وہ گیارھویں سال کا چندہ نویں سال کے مطابق لکھوا کر اپنی قربانی کو حقیر نہ بنائیں۔ وہ بے شک کمی کریں مگر اپنی موجودہ حیثیت کے مطابق نویں سال اُنہوں نے مثلاً چالیس یا پچاس روپے چندہ دیا تھا اور دسویں سال اُن کا چندہ پانچ سو روپیہ تھا تو اب گیارھویں سال کے لیے اگر وہ کمی کریں تو دسویں سال کی حیثیت سے کریں نہ کہ نویں سال کے مطابق۔ کیونکہ نویں سال کا چندہ اُن کی حیثیت سے بہت کم تھا اور اُس وقت کمی کی رعایت اُن کو اِس لیے دی گئی تھی کہ اُنہوں نے گزشتہ تمام سالوں کا چندہ اکٹھا ادا کرنا تھا۔ اب جب وہ اُس بار کو اُتار چکے ہیں تو اُن کو گیارھویں سال کا چندہ لکھواتے وقت اپنی موجودہ حیثیت کو مدنظر رکھنا چاہیے نہ کہ نویں یا آٹھویں یا ساتویں سال کے معیار کو جو اُن کی حیثیت سے بہت گرا ہوا ہے۔

ہماری جماعت کو یہ بات یاد رکھنا چاہیے کہ ہم جس کام کے لیے کھڑے کیے گئے ہیں وہ کام بے دریغ قربانی چاہتا ہے۔ جب تک ہم بے دریغ قربانی کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے اسلام اپنے حق کو واپس نہیں لے سکتا جو غیروں کے پاس جاچکا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ورثہ عیسائیت کے قبضہ میں جاچکا ہے۔ اِس کو واپس لانا آسان نہیں۔ اگر ساری دنیا کے مسلمان ہمارے ساتھ متفق ہوتے تو نسبتاً یہ کام آسان ہوتا۔ مگر مسلمانوں کا ہمارے ساتھ متفق ہونا تو الگ رہا وہ تو اجتماع کر کے اور انفرادی طور پر پورا زور لگا رہے ہیں کہ اس جماعت کو تباہ کر دیں جو اسلام کو اُس کا حق دلانے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ورثہ کو غیروں سے واپس لانے کی کوشش کر رہی ہے۔ بجائے اِس کے کہ وہ ہماری مدد کرتے وہ اِس کوشش میں رہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ورثہ کو واپس لانے والی قلیل جماعت جو اُنگلیوں پر گنی جاسکتی ہے اُس کو نقصان پہنچائیں تاکہ وہ بھی آسانی سے یہ کام نہ کر سکے۔ پس ہم تھوڑے سے لوگ جو اِتنے بڑے کام کے لیے کھڑے ہوئے ہیں جب تک اپنی تمام طاقتوں کو مجنونوں کی طرح نہ لگا دیں اور دیوانوں کی طرح ہر ایک قربانی کے لیے تیار نہ ہوں اُس وقت تک یہ کام ہمارے ہاتھوں سے ہونا مشکل ہے۔

شاہجہان کی بیوی ممتاز محل جب فوت ہوئی تو چونکہ اُس کو اپنی بیوی سے بہت محبت تھی اِس لیے اُس کی وفات کی وجہ سے شاہجہان کے قلب پر بہت صدمہ تھا۔ ایک دن اُس نے خواب دیکھا جس میں اُس کو ایک محل دکھایا گیا کہ یہ تیری بیوی کی قبر کی جگہ ہے۔ شاہجہان نے دربار کے تمام انجنیئروں کو بلایا اور اُن کے سامنے اپنا خواب بیان کیا اور خواب میں اُس نے جو عمارت دیکھی تھی اُس کا نقشہ اُن کے سامنے پیش کیا کہ اِس قسم کی عمارت ہے جو مَیں بنوانا چاہتا ہوں۔ یہ عمارت تیار کرا دو۔ مختلف انجنیئروں نے اُس نقشہ پر غور کیا اور آخر سب نے انکار کر دیا کہ ہم اِس قابل نہیں ہیں کہ اِس قسم کی عمارت تیار کرا سکیں۔ آخر ایک انجنیئر جو کوئی چوٹی کے انجنیئروں میں سے تو نہیں تھا مگر اچھے پایہ کا تھا اُس نے کہا مَیں اِس بات کے لیے تیار ہوں اور جس کام سے باقی بڑے بڑے انجنیئروں نے انکار کر دیا ہے مَیں وہ کام کر سکتا ہوں۔ مگر میری ایک درخواست ہے کہ بادشاہ سلامت میرے ساتھ کشتی میں بیٹھ کر جمنا پار تشریف لے چلیں اور دو لاکھ روپوں کے توڑے اپنے ساتھ کشتی میں رکھ لیں۔ مَیں دریا کے اُس طرف جا کر اپنا مشورہ دوں گا۔ چنانچہ بادشاہ نے دو لاکھ روپیہ اپنے ساتھ رکھ لیا اور اُس انجنیئر کے ساتھ کشتی میں بیٹھ کر دریا میں روانہ ہوا۔ دو لاکھ روپیہ کے کوئی دو دو ہزار کے توڑے تھے۔ جب کشتی کنارے سے گز بھر کے فاصلہ پر گئی تو اُس انجنیئر نے روپوں کی ایک تھیلی پکڑ کر دریا میں پھینک دی اور کہا بادشاہ سلامت! جو عمارت آپ بنوانا چاہتے ہیں اُس پر اِس طرح روپیہ خرچ ہو گا۔ پھر ذرا اَور گز بھر کے فاصلے پر کشتی گئی تو اُس نے دوسری تھیلی پکڑ کر دریا میں ڈال دی اور کہا بادشاہ سلامت! آپ کے ذہن میں جس قسم کی عمارت بنوانے کا نقشہ ہے اس پر اس طرح روپیہ خرچ ہو گا۔ پھر کشتی ذرا اَور آگے گئی تو اُس نے تیسری تھیلی دریا میں پھینک دی اور کہا کہ بادشاہ سلامت! اِس عمارت پر اِس طرح روپیہ خرچ ہو گا۔ اِسی طرح دوسرے کنارے تک پہنچتے پہنچتے اُس نے سارا روپیہ دریا میں پھینک دیا۔ مگر بادشاہ کے ماتھے پر کوئی بَل نہ آیا۔ جس وقت دریا کے دوسرے کنارے پر پہنچے تو اُس انجنیئر نے کہا بادشاہ سلامت! مبارک ہو اَب یہ عمارت تیار ہو جائے گی۔ اگر پہلے انجنیئروں نے اِس کام میں ہاتھ نہیں ڈالا تو صرف اِس لیے کہ وہ یہ سمجھتے تھے کہ جس قسم کی عمارت کا نقشہ آپ نے

بتایا ہے اُس پر اِتنی رقم خرچ آئے گی کہ حکومت اس رقم کو برداشت نہیں کر سکتی۔ مگر اب مَیں نے امتحان لے لیا ہے کہ آپ واقعی سچی نیت کے ساتھ یہ عمارت بنانا چاہتے ہیں اور مجھے یقین ہو گیا ہے کہ اس عمارت کے بنانے میں آپ بے دریغ روپیہ خرچ کرنے کے لیے تیار ہیں۔اب یہ عمارت تیار ہو سکتی ہے۔ چنانچہ پھر وہ عمارت بنائی گئی جو آج ساری دنیا میں نمونہ کی عمارت ہے۔ کچھ عرصہ ہوا حکومت کی طرف سے سارے سامانوں کے ساتھ اُس کی مرمت شروع کی گئی۔ ابھی تھوڑی سی مرمت ہوئی تھی کہ لوگوں نے شور مچا دیا کہ تم اُس کی مرمت نہیں کر رہے بلکہ اس کو بگاڑ رہے ہو۔ مرمت کو جانے دیجیے اور اس عمارت کو اس کی حالت پر رہنے دیجیے۔ چنانچہ اب تک اس عمارت کی بعض باتوں کا حل نہیں ہو سکا۔ پس جب تک ہم اِس ارادہ کے ساتھ کھڑے نہیں ہوتے جو ارادہ شاہجہان تاج محل بنانے کے متعلق رکھتا تھا بلکہ اُس سے بہت زیادہ ارادہ کے ساتھ اُس وقت تک ہم اسلام کی عمارت کو کھڑا کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکتے۔ تاج محل سے اسلام کی حیثیت بہت زیادہ ہے۔ بلکہ تاج محل کی عمارت کو اسلام کی اس عمارت سے کوئی واسطہ اور کوئی نسبت ہی نہیں جس عمارت کو قائم کرنے کے لیے ہم کھڑے ہوئے ہیں۔اِتنے بڑے کام کے مقابلہ میں ہم ہیں ہی کیا۔پنجاب میں ہماری مردم شماری لاکھ سوا لاکھ ہے۔ آج سے دس سال پہلے ستّر ہزار تھی تو اب لاکھ سوا لاکھ ہو گی۔ لیکن یوں ہماری تعداد اِس سے زیادہ ہے کیونکہ مردم شماری میں کام کرنے والے لوگ متعصب تھے اِس لیے اُنہوں نے ہماری تعداد کم درج کی۔ میرا اپنا اندازہ ہے کہ پنجاب میں ہماری تعداد اڑھائی لاکھ ہے اور سارے ہندوستان میں ساڑھے تین لاکھ ہے اور ہندوستان سے باہر ڈیڑھ لاکھ ہے۔ اِس طرح ساری دنیا میں ہماری تعداد کوئی پانچ چھ لاکھ کے قریب ہے جو ہمیں معلوم ہے۔ یوں تو مَیں سمجھتا ہوں کہ بہت سارے ایسے احمدی بھی ہیں جن کا ہمیں پتہ نہیں یا ایسے ہیں جو اپنے آپ کو چھپاتے ہیں اُن کو ملا کر کوئی دس بارہ لاکھ کے قریب ہماری تعداد بنتی ہے۔ مگر جو اپنے آپ کو چھپاتے ہیں اُن سے ہم فائدہ نہیں اٹھاسکتے۔ ہم صرف اُنہی سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں جن کا ہمیں علم ہے اور جو منظم ہیں۔ ایسی جماعت جو منظّم ہے وہ پانچ چھ لاکھ سے زیادہ نہیں۔ یہ بات ظاہر ہے کہ قربانی کا بوجھ ہندوستان کی جماعت پر ہے۔ ہندوستان سے باہر جو جماعتیں ہیں

اُن میں بہت ساری ایسی ہیں جو نو مسلموں کی جماعتیں ہیں۔ بہت ساری ایسی جماعتیں ہیں جو غیر تعلیم یافتہ ہیں۔ مغربی افریقہ میں ساٹھ ستّر ہزار کے قریب احمدی ہیں اور ان میں سے ایک تعداد وہ ہے جو احمدیت میں داخل ہونے سے پہلے ننگے پھرا کرتے تھے۔ اب اسلام میں داخل ہونے کی وجہ سے اُنہوں نے کپڑے پہننا شروع کیے ہیں۔ بہت سارے ایسے ہیں جو جنگلوں میں رہتے ہیں اور اُن کی کوئی آمدنی نہیں۔ اُن کی خوراک یہ ہے کہ سارا سال مکئی کا آٹا بھون کر پانی میں بھگو کر استعمال کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی آمد کیا ہوگی اور وہ ہماری کیا مدد کر سکتے ہیں۔ بہت سی بیرونی جماعتیں ایسی بھی ہیں جو بوجھ اٹھا رہی ہیں مگر اُن کا بوجھ اٹھانا محض اخلاص کے اظہار تک محدود ہے۔ پس اصل بوجھ ہندوستان پر ہے جس میں ہماری تعداد ساڑھے تین لاکھ ہے۔ تو ساڑھے تین لاکھ میں سے کمانے والا چالیس پچاس ہزار آدمی ہے جس کا مقابلہ ساری دنیا کی دو ارب آبادی سے ہے۔ اور یہ آبادی ایسی نہیں جو ہمارے کام کو محبت کی نگاہ سے دیکھتی ہے ایسی آبادی نہیں جو ہمارے کام کو بے توجہی سے دیکھتی ہے بلکہ یہ دو ارب آبادی ایسی ہے جس کا اکثر حصہ جتنی ہمیں مٹانے کی کوشش کرتا ہے اُتنی ہی اُسے راحت محسوس ہوتی ہے۔ پس اِتنے بڑے دشمن کے مقابلہ میں اِتنی تھوڑی سی جماعت جب تک اپنی قربانیوں کو انتہا تک نہ پہنچا دے اُس وقت تک کامیابی کی کوئی امید نہیں کی جاسکتی۔ اور اپنی قربانیوں کو انتہا تک پہنچا دینے پر بھی کامیابی اِس لیے نہیں ہوگی کہ ہم نے اِس کام کے برابر قربانی کر دی ہے بلکہ اِس لیے ہوگی کہ جب ہم اپنی قربانیوں کو انتہا تک پہنچا دیں گے تو آسمان سے فرشتے نازل ہوں گے جو یہ کام کریں گے۔ اور پھر بھی کامیابی ہمارے ہاتھ سے نہیں ہوگی بلکہ خدا کے ہاتھ سے ہوگی۔ پھر بھی کامیابی اُن تدبیروں کی وجہ سے نہیں ہوگی جو ہم زمین پر کریں گے بلکہ اُن تدبیروں سے ہوگی جو ہمارا خدا عرش پر کرے گا۔ اور اگر ایک دن نہیں، ایک گھنٹہ نہیں، ایک منٹ نہیں بلکہ ایک سیکنڈ بھی ہمارے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ ہم اپنی کوششوں اور اپنی تدبیروں سے کامیاب ہو سکتے ہیں تو ہمارے مجنون ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہی ہم کامیاب ہو سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مدد کے حصول کے لیے جب تک ہم اپنے آپ کو مُردوں کی طرح اُس کے دروازہ پر نہ ڈال دیں اُس وقت تک اُس کا فضل کھینچنے

میں ہم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔

پرسوں ہی انگلستان کی قربانیوں کی فہرست شائع ہو رہی ہے جو اس نے جنگ کے دوران میں کیں۔ ان کو پڑھ کر حیرت آجاتی ہے۔ جتنی قربانیاں انہوں نے اپنے ملک کو بچانے کے لیے کی ہیں وہ ہمارے لیے قابلِ غور ہیں۔ اِس میں کوئی شبہ نہیں کہ ان کی جنگ چند سال کے لیے ہے اور ہماری جنگ ہمیشہ کے لیے ہے مگر پھر بھی یہ تو مدنظر رکھنا چاہیے کہ ہماری قربانیوں کو ان کی قربانیوں سے کوئی نسبت تو ہو۔ انگلستان، سکاٹ لینڈ اور ویلز کی آبادی ساڑھے چار کروڑ کی ہے اور اِس پانچ سال کے عرصہ میں ساڑھے چار کروڑ کی آبادی میں سے پینتالیس لاکھ سپاہی انہوں نے تیار کیا ہے۔ یعنی ہر دس آدمیوں میں سے ایک آدمی سپاہی بنایا گیا ہے۔ ان کے ہاں دنیا کی جنگ میں جو مقام سپاہی کا ہے وہی مقام ہمارے ہاں دینی جنگ میں مبلغ کا ہے۔ اگر اِسی لحاظ سے ہماری جماعت مبلغ تیار کرے تو ہندوستان کی ساڑھے تین لاکھ کی آبادی میں سے پینتیس ہزار مبلغ ہونے چاہییں۔ کُجا پینتیس ہزار مبلغ اور کُجا مبلغوں کی موجودہ تعداد۔ اِس وقت ساری کی ساری مبلغوں کی تعداد ڈیڑھ سَو کے قریب ہے۔ پس جب اِس چھوٹے سے ملک نے جس کی زمین پر دشمن نے حملہ کیا، جس کے جسم پر دشمن نے حملہ کیا تو اِس حملہ کے دفاع کے لیے اس ملک نے اپنی قربانیوں کو انتہا تک پہنچا دیا اور ساڑھے چار کروڑ کی آبادی میں سے پینتالیس لاکھ سپاہی گویا کُل آبادی کا دسواں حصہ سپاہی تیار کیے۔ اگر ہماری جماعت کو بھی خدا تعالیٰ توفیق دے اور دین کی جنگ کے لیے ہم پینتیس ہزار مبلغ تیار کر لیں تو مَیں سمجھتا ہوں کہ پانچ دس سال میں ہی ہندوستان کی کایا پلٹ جائے اور پھر لاکھوں ہزاروں کا سوال ہی نہ رہے بلکہ ایک معقول عرصہ میں ہندوستان میں احمدیوں کی اکثریت ہو جائے۔ پھر انگلستان پر جو تباہی اور بربادی آئی ہے اُسے پڑھ کر حیرت ہوتی ہے یوں معلوم ہوتا ہے جیسے انگلستان کا کچھ بھی نہیں رہا۔ انگلستان میں کُل ڈیڑھ کروڑ مکان ہیں اور ڈیڑھ کروڑ مکانوں میں ساڑھے چار کروڑ آدمی رہتا ہے۔ اِس پانچ سال کے عرصہ میں یہ راز انگلستان کی حکومت نے چُھپائے رکھا جسے اب ظاہر کیا گیا ہے کہ پانچ سال کی جنگ میں انگلستان کے مکانوں کا ایک تہائی حصہ جرمنی کی بمباری سے تباہ ہوا یعنی پینتالیس لاکھ مکان برباد ہو گئے ہیں۔ پھر ان لوگوں کی

مالی قربانیوں کی فہرست جو شائع ہوئی ہے وہ بھی ہمارے لیے قابلِ غور ہے۔ جنگ سے پہلے انگلستان کے سینکڑوں آدمی کروڑ پتی تھے اور کروڑ کروڑ ڈیڑھ ڈیڑھ کروڑ روپیہ اُن کی سالانہ آمدنی تھی اور اب یہ حالت کہ جنگ میں ٹیکسوں کے ادا کرنے کے بعد صرف دو تین درجن آدمی ایسے رہ گئے ہیں جن کی سالانہ آمدنی پچھتر ہزار روپیہ ہے اور اب انہوں نے پچاس فیصدی تک جنگ کے لیے ٹیکس لینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ گویا جس کو سَو روپیہ آمد ہو گی وہ پچاس روپیہ جنگ کے لیے ٹیکس ادا کرے گا، جس کی پچیس روپیہ آمد ہو گی وہ ساڑھے بارہ روپیہ ٹیکس ادا کرے گا۔ پس ایسی ہی قربانی ہوا کرتی ہے جس کے ذریعہ کامیابی اور فتح حاصل ہوتی ہے۔

ہماری جماعت بھی جب تک اِس عظیم الشان کام کے لیے جو اِس کے سپرد کیا گیا ہے اور اس اعلیٰ درجہ کے مقصد کو مدنظر رکھتے ہوئے جو اِس کے سامنے ہے اپنی قربانیوں کو انتہا تک نہ پہنچا دے گی اُس وقت تک اِس کام میں کامیاب ہونا مشکل ہے۔ پس جہاں مَیں دفتر اول کو لمبا کرنے اور دفتر ثانی کو کھولنے کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ پانچ ہزار آدمی اَور آگے آئیں اور اپنے اموال اسلام کی خاطر پیش کریں وہاں مَیں جماعتوں کو یہ بھی توجہ دلاتا ہوں کہ ہماری معمولی قربانیوں سے دین کو فتح حاصل نہیں ہو سکتی۔ ہمیں ہر قسم کے لوگوں کی ضرورت ہے۔ جب تک ہماری جماعت کے نوجوانوں میں بے انتہاء جوش نہ ہو کہ وہ آگے بڑھیں اور دین کے لیے اپنے آپ کو وقف کریں اور جب تک ہماری جماعت میں بے انتہا جوش نہ ہو کہ وہ بڑھ بڑھ کر اپنے اموال خدا کی راہ میں پیش کریں اُس وقت تک کامیابی حاصل کرنا مشکل ہے۔

یاد رکھو! یہ اموال ہمیشہ نہیں رہیں گے اور یہ زندگیاں بھی ہمیشہ نہیں رہیں گی۔ کوئی انسان زندہ نہیں رہتا۔ ہم بھی اپنی زندگیاں بسر کر کے خدا کے پاس جانے والے ہیں۔ یہ تنگیاں ہمارے ساتھ نہیں جائیں گی بلکہ ہمارے چندے اور ہماری قربانیاں ہمارے ساتھ جائیں گی۔ یہاں کا کھایا ہوا ہمارے کام نہیں آئے گا بلکہ جو خدا کے رستہ میں خرچ کیا ہوا ہو گا وہی ہمارے کام آئے گا۔ پس ابدی اور دائمی زندگی حاصل کرنے کے لیے آگے بڑھو۔ آپ لوگوں کا دعوٰی ہے کہ آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہؓ کے مثیل ہیں۔

مگر منہ کے کہنے سے کچھ نہیں بنتا۔ وہ قربانیاں پیش کرو جو صحابہؓ نے پیش کیں۔ اُسی طرح اپنی جانیں خدا کی راہ میں پیش کرو جس طرح صحابہؓ نے پیش کیں۔ اُسی طرح اپنے اموال دین کے رستہ میں خرچ کرو جس طرح صحابہؓ نے خرچ کیے۔ اُسی طرح اپنے وطنوں کو قربان کرو جس طرح صحابہؓ نے اپنے وطنوں کو قربان کیا۔ اور دین کی خدمت کے لیے ہر وقت کمربستہ رہو جس طرح صحابہؓ ہر وقت کمربستہ رہتے تھے۔ اور ہر طریق سے اپنی قربانیوں کو خدا کے حضور پیش کرو۔ اور جس طرح تم زبان سے کہتے ہو کہ ہمیں صحابہؓ کا مثیل بننے کا موقع ملا۔ خدا کرے وہ دن آئے کہ جب تم خدا کے حضور پیش ہو تو تمہارا خدا اور اُس کا رسول یہ کہے کہ یہ ہیں میرے صحابہؓ جو بعد میں آئے مگر اِن کی قربانیوں نے اِن کو صحابہ میں شامل کر دیا۔ اور یہ ہیں وہ لوگ جنہوں نے اپنی جانیں اور اپنے اموال اور اپنی عزتیں اور اپنے وطن اور اپنی ہر چیز کو خدا کی راہ میں قربان کر دیا۔ پس صحابیت وہی ہے جو خدا تعالیٰ کے منہ سے نکلے، صحابیت وہی ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے منہ سے نکلے، صحابیت وہی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منہ سے نکلے۔ ہمارے منہ کی باتوں کا کیا اثر ہو سکتا ہے۔ قائم اور دائم اور ثابت رہنے والی عزت اور نیک نامی وہی ہے جو خدا اور اُس کے رسول کی طرف سے ملے۔ سُکھ وہی ہے جو خدا کی طرف سے ملے۔ عزت وہی ہے جو خدا اور اس کے رسول کی طرف سے ملے۔ نام وہی ہے جو خدا اور اُس کے رسول کی طرف سے ملے۔ کاش! خدا اور اُس کے رسول کے نزدیک آپ اِس مبارک نام کے مستحق ہوں۔ خدا کرے کہ آپ اپنی جانوں، اپنے اموال اور اپنے وجود اور اپنی ہر ایک چیز کو خدا کی راہ میں قربان کرنے والے ہوں تاکہ ہمارے خدا کے منہ سے نکلے کہ یہ ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہ۔ اور خدا اور اُس کے رسول کے منہ سے نکلے کہ یہ ہیں وہ لوگ جو اپنی ہر ایک چیز کو دین کی خاطر قربان کر کے اسلام کو زندہ کرنے والے ہیں"۔ (الفضل 6/ دسمبر 1944ء)